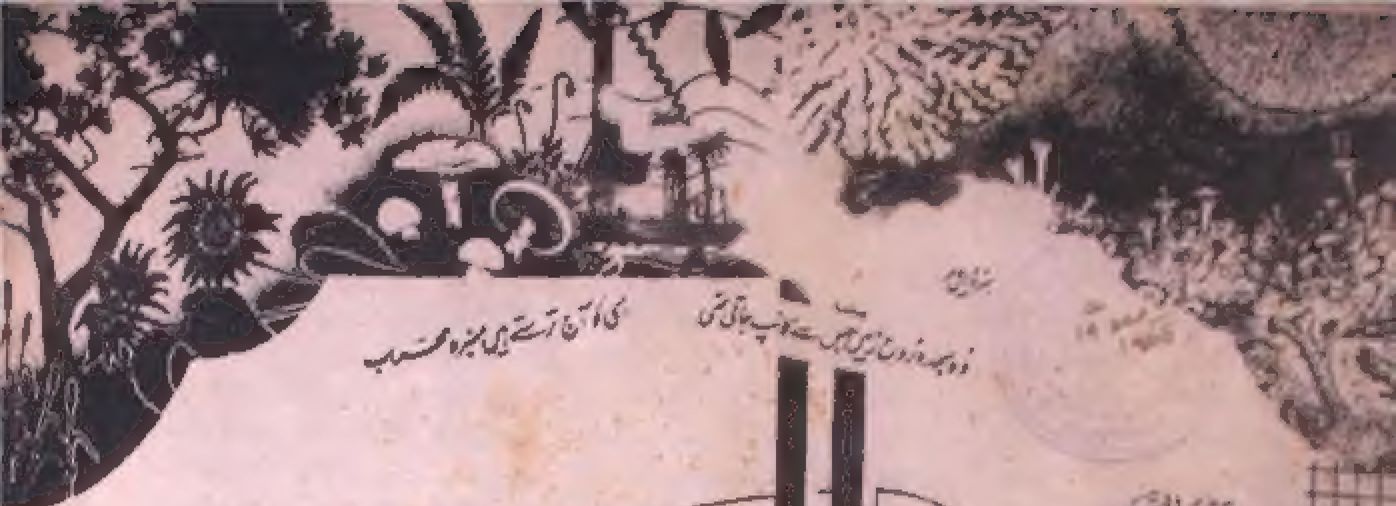




المنبر
لائل پور

جلد ۱۳
شمارہ ۳۳
۱۵ نومبر ۱۹۶۸ء
۲۳ شعبان المعظم ۸۸ھ

رئیس التحریر
عبدالرحیم اشرف



دین میں تزکیۂ نفس کی اہمیت

اگر یہ سوال کیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت سے اللہ تعالیٰ کا حقیقی مقصود کیا ہے، وہ کیا غرض ہے جس کے لئے اس نے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری کیا اور شریعت اور کتابیں نازل فرمائیں، تو اس کا صحیح جواب صرف ایک ہی ہو سکتا ہے وہ یہ کہ — نفوس انسانی کا تزکیہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے لئے جو دعا فرمائی، اس میں آپ کی بعثت کی اصل غایت یہی بیان فرمائی ہے کہ آپ لوگوں کا تزکیہ کریں۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔ "اے ہمارے رب! تو ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔ بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔" (بقرۃ ۱۲۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کے مطابق جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعثت اور اس کے مقاصد کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔ کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم آیاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون۔ "چنانچہ ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تم کو ہماری آیتیں سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تم کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تم کو وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔" (بقرۃ ۱۵۱)



مراسلات و اطلاعات

ایک اہم دینی خدمت

محمد اسلم [illegible]

ہبہ علی الاولاد کے متعلق ان دنوں ایک بل جاری قانون ساز اسمبلی کے زیر غور ہے۔ اس بل کی شرعی حیثیت معلوم کرنے کے لئے قانون ساز اسمبلی کی مجلس قائمہ نے اسلامی مشاورتی کونسل سے رائے طلب کی۔ چنانچہ حسب معمول مشاورتی کونسل کے ممبر اور اسلامی تحقیقاتی ادارہ اسلام آباد دونوں نے اس بل کے مقاصد سے پوری طرح اتفاق رائے کا اظہار کیا۔ پیش نظر مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مشاورتی کونسل نے جو الفاظ تجویز کئے ہیں، وہ قابل قبول اور معاملہ کی اصلاح کو کافی ہیں۔ بشرطیکہ اس قانون کو موثر بماضی کیا جائے۔ اس قانون کی اصل اہمیت یہ ہے کہ مجوزہ بل کی صورت میں موثر بماضی کیا جائے۔ ہبہ پر پابندی کے الفاظ خواہ کچھ بھی ہوں۔ اس کا موثر بماضی ہونا انصاف کے تقاضے کے عین مطابق ہے اور اگر اسے موثر بماضی نہ کیا جائے تو یہ صورت اس بل کے مقاصد کو ہرگز مفید نہیں۔ بلکہ اس صورت میں ان غاصبوں کو دوسروں کے غصب کردہ حقوق ہضم کرنے کے لئے تحفظ حاصل ہو جاتا ہے۔

اس بل کا مقصد تو شریعت ایکٹ کو تحفظ دینا ہے۔ وقت کے تقاضا کے مطابق شریعت ایکٹ ایک صحیح قانون ہے۔ اس کی زد سے بچنے کے لئے جن لوگوں نے حیلہ سازی سے کام لیا اور ہبہ علی الاولاد کے چور دروازہ سے فائدہ اٹھایا۔ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو ان کے شرعی حق سے محروم کر دیا۔ آج یہ بل اگر لڑکی کو اپنا غصب شدہ حق وصول کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے تو یہ کوئی بری بات نہیں بلکہ یہ ایک اہم دینی خدمت ہے (ملاحظہ ہو۔ فتاوی نذیریہ جلد دوم صفحہ ۱۴۲)

اور اگر یہ بل محض وقت گزر جانے کی وجہ سے ان لوگوں کو تحفظ کا کام دیتا ہے جنہوں نے دوسروں کے حقوق پر دست درازی کی۔ تو یہ بات سراسر انصاف کے منافی ہے۔ اس سلسلہ میں جن خدشات کا اظہار کیا گیا ہے وہ یہ کہ اس طرح اچھے مقاصد میں جو ہبہ جات کئے گئے وہ بھی متاثر ہوں گے۔ حالانکہ ان کے ساتھ بے انصافی کا اندیشہ ہے۔

حقیقت کا تجزیہ کرنے کے لئے پورے ملک کے ہبہ جات کو دیکھا جائے اور عملی واقعات کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے تو اچھے مقاصد کے لئے ہبہ کرنے والے لوگوں کی مثالیں کہیں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملیں گی۔ اور جن [illegible] اعداد و شمار بھیجے گئے ہیں۔ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ ایسے [illegible] ہبہ کرنے والی بات ایک فیصد [illegible] ہے۔ اس کے برعکس لڑکی کو حق وراثت سے محروم کرنے والے ہبہ جات اتنی کثرت سے دستیاب ہوں گے کہ تناسب میں ۹۹۹ فی ہزار ایسے ہبہ جات ہوں گے جن میں باطل عزائم کار فرما ہوں گے اور ایک فی ہزار بھی ایسے ہبہ جات نہ ملیں گے جو کہ واقعتاً نیک مقاصد لئے ہوں گے۔

ان حالات انتہائی قلیل تعداد اور وہ بھی مفروضہ کے پیش نظر بالکل واضح حق تلفی اور انتہائی کثرت کے وقوع کے ساتھ بے انصافی کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ فی الواقع درست یہی ہے کہ اس قانون کو مجوزہ بل کے مطابق شریعت ایکٹ کے نفاذ یعنی مارچ ۱۹۴۸ء تک موثر بماضی کیا جائے اور وہ لوگ جن کے حقوق پامال ہوئے ہیں انہیں ریاست کی طرف سے موقع دیا جائے کہ وہ اپنا حق قانون کے ذریعے حاصل کر سکیں۔ اور ثبوت قانون کے خلاف کسی بے انصافی کے وقوع کی توقع نہیں۔ اور اگر شاذ و نادر کہیں ہو بھی تو اس قدر نہیں ہو سکتی جس قدر بے انصافی اس کے موثر بماضی نہ کرنے سے ضرور مجموعی طور پر ہو جاتی ہے۔

علاوہ ازیں دیوانی عدالتوں میں متعدد واقعات سامنے آتے رہتے ہیں کہ محروم الوراثت لڑکیوں نے دعویٰ دائر کئے لیکن قانونی پوزیشن حق میں نہ ہونے کی وجہ سے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور [illegible] کی طرف سے یہ بات [illegible] کہی گئی [illegible]۔

دیگر رشتوں میں ناچاقی کا یہ زخم مندمل ہو سکتا ہے اور بہن بھائیوں میں حقیقی محبت اور مروت و رحمت عود کر سکتی ہے۔ اگر مجوزہ بل کے الفاظ کہ اس قانون کے اطلاق میں کوئی عدالتی فیصلہ حائل نہ ہوگا بھی شامل رہیں۔

امید ہے کہ ہماری قانون ساز اسمبلی مسئلہ کی اہمیت کے تمام پہلوؤں کو محسوس کرتے ہوئے صحیح قانون سازی کرے گی۔ جس سے بے انصافی کا خاتمہ ہو جائے گا اور بہن بھائیوں کی ناچاقی مٹ جائے گی۔ معاشرہ میں دین اسلام کا احیاء ہوگا۔ یہ کارنامہ بفضلہ تعالیٰ باعث صد افتخار ہوگا۔

علماء کرام سے دردمندانہ اپیل

[illegible]

بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح نے فرمایا: "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ" پاکستان اسی نعرہ کے تحت بے شمار قربانیاں دے کر حاصل کیا گیا تھا مگر آج ۲۲ برس بیت چکے ہیں کہ اس میں اسلامی قوانین کا عمل دخل نہیں ہو سکا اور یہی موجودہ ناساز حالات میں اس کی وجہ ہے۔ اس ملک میں ایک طرف مختلف قسم کے جذباتی، لسانی اور غیر ملک سے درآمد کردہ نظریات پر مبنی غیر اسلامی تحریکیں سرگرم ہیں اور عوام الناس کے دلوں سے اسلامی نظریات و اعتقادات کو ختم کرنے میں ہمہ تن کوشاں ہیں۔

دوسری طرف کہیں تو آنحضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر حملے ہو رہے ہیں تو کہیں اسلام کے بنیادی عقائد کو مٹانے کی مذموم کوشش ہو رہی ہے۔ کہیں سنت کو غیر ضروری بلکہ غلط قرار دیا جا رہا ہے تو کہیں صحابہ کرام پر کیچڑ اچھالا جا رہا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی اسلامی ممالک سے متضاد اور غلط نظریات رکھنے والی تحریکیں اٹھیں تو وہ کچھ عرصہ بعد دنیا کے نقشہ سے حرف غلط کی طرح مٹتے رہے۔ اس وقت پاکستان بھی [illegible] دور سے دوچار ہے۔ پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدیں [illegible] ہیں۔ جب تک پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدات محفوظ نہ ہوں "قرآن و سنت" کی حفاظت اور ترویج و اشاعت نہیں ہو سکتی۔ اس وقت تک پاکستان کا استحکام خطرہ میں ہے۔ ان حالات میں علمائے کرام ہی موثر کردار ادا کر سکتے ہیں اور ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ فروعی و ذاتی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر یک جان و دو قالب ہو کر قرآن و سنت کی ترویج و اشاعت کے لئے اپنے آپ کو اسی طرح وقف کر دیں جس طرح حصول پاکستان کے لئے کیا تھا۔ اب اسی نعرہ کو عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے جس پر پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔ جب اس ملک میں اسلامی قوانین کا عملی نفاذ ہو جائے گا تو [illegible] جذباتی تحریکوں سے مرعوب ہونے والے [illegible] اور "اسلام" میں نظر نہیں آئے گا۔ اسلام کے بنیادی نظریات و عقائد [illegible] ہر شخص کے دل میں راسخ ہو جائیں گے [illegible] ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائے گی اور پاکستان [illegible] مضبوط قلعہ بن جائے گا۔ اگر علمائے کرام نے ان نامساعد حالات میں بھی [illegible] تو قوم ان کو کبھی معاف نہ کرے گی اور کل قیامت کے روز [illegible] رب کے حضور کیا جواب دیں گے۔

فحش تصاویر اور فلمی ضمیموں کو بند کیا جائے

انجمن [illegible] اسلام نے ملک میں بڑھتی ہوئی فحاشی اور عریانی پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور مرکزی و صوبائی حکومتوں پر زور دیا ہے کہ تمام [illegible] سے [illegible] کے اس سیلاب سے بچایا جائے [illegible] ہمارا معاشرہ اور اسلام کی اعلیٰ اقدار [illegible]۔ انجمن کے صدر [illegible] نے ایک بیان میں [illegible] کی نشاندہی کی [illegible]۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ریڈیو پاکستان [illegible] پر پابندی لگائی جائے۔ کیونکہ ان اشتہاروں کا مضمون [illegible] قابل اعتراض ہوتا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ [illegible] عورتوں کی تصاویر شائع [illegible] کی حدود کے اندر اور باہر فحش تصاویر [illegible] پر پابندی عائد کی جائے۔ [illegible] کے تحت [illegible] کی تصاویر اخبارات میں شائع کرانے پر پابندی لگا دی گئی ہے لیکن اس کے باوجود [illegible] اخبارات اور رسائل کے [illegible] فلمی ضمیموں اور دیگر [illegible] کی تصاویر [illegible] شائع ہو رہی ہیں۔ انہیں [illegible] تعلیمی اداروں میں [illegible]۔ یہ بات بھی [illegible] بچوں اور نوجوانوں میں [illegible] ہو رہی ہیں۔ اگر یہی صورتحال [illegible] تو [illegible] اخبارات کے فلمی ایڈیشنوں پر پابندی عائد کرنے [illegible] اور عریاں تصاویر کی تیاری اور فروخت کی [illegible] کے لئے سخت کارروائی عمل میں لائی جائے۔ گورنر مغربی پاکستان کی طرف سے جاری ہونے والا [illegible] آرڈیننس خیر مقدم کا مستحق ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ ایکٹ کی دفعات پر سختی سے عمل درآمد کرائے تاکہ ملک فحش لٹریچر اور [illegible] سے پاک ہو جائے۔ [illegible] پاکستان کہلا سکے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۳ ۔ شمارہ ۳۳ ۔ ۱۵ نومبر ۱۹۶۸

الاسلام

ہفت روزہ

المنبر

مدیر التحریر
عبد الرحیم اشرف

رحمت، مغفرت اور جہنم سے آزادی

وہ لوگ سعادت پا جاتے ہیں جو ماہ مبارک میں یہ سوچ کر کہ رحمت الٰہی کا دروازہ کھلا ہے مغفرت و بخشش کا سمندر متلاطم ہے اور جود و سخا کی دریا بہا رہے ہیں، عاقبت آشنا ہے، اپنے آپ کو حیات تازہ سے ہمکنار کر دیتے ہیں۔

سرکش شیاطین جکڑے جا چکے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں، معصیت کاروں کے لئے اسی ماہ میں ندا ہوتی ہے کہ رحمت الٰہی کی بخشش و نوازش کے دروازے کھول دیے گئے ہیں اور مغفرت ذنوب و کفارہ سیئات کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اسی ماہ میں ہر رات منادی پکار رہا ہے۔

یا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر نیکی اور بھلائی کے طالب آگے بڑھ
تیز قدم ہو کر منزل سے ہمکنار ہو اور جو شر و معصیت کے ساتھ کوشش کرتا رہا ہے باز آ جا اور اس جانب سے پلٹ کر واپس لوٹ آ اور اس روشنی کی بابرکت سے منور ہو کر منزل فلاح و کامرانی کی جانب اقدام کر۔

خیر و برکت، اصلاح و تزکیہ، سیرت سازی و استواری کردار، تعمیر اخلاق و اضافہ ایمان و ایمان کا یہ موسم بہار ہے، جس کے دروازے کھل رہے ہیں اور یہ مہینہ ہر قسم کی رحمت و برکت کا سرچشمہ بن کر آتا ہے۔ اس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم سے آزادی کا ہے اور حق یہ ہے کہ یہ تینوں رحمت، مغفرت اور جہنم سے آزادی ایک دوسرے سے اسی ترتیب سے پیوست ہیں۔ صورت واقعہ یہ ہے کہ اللہ سے انسان کا رشتہ و پیوند اپنے رب سے قریب تعلق پیدا کرتا، اس کی خوشنودی حاصل کرنا اور اس کی رضا و خوشنودی سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

اس مقصد وحید اور انسان کے مابین جو چیز سب سے زیادہ حائل ہوتی ہے وہ ہے معصیت و نافرمانی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ جس چیز سے سب سے زیادہ ناراض ہوتے ہیں وہ معاصی اور گناہ ہیں جن کو رب العالمین نے انسان پر حرام قرار دیا ہے۔

یہ معصیت اور گناہ انسان کو اپنے مالک و آقا سے دور پھینک دیتا ہے، اس کے سامنے حجاب حائل کر دیتا ہے اور گناہوں پر گناہ کرتا ہوا انسان آہستہ آہستہ اپنے رب کی معرفت، اس کی فرمانبرداری و اطاعت اور اس کے قرب سے محروم ہوتا چلا جاتا ہے۔ ہر گناہ انسان کے دل پر ایک سیاہ دھبہ ڈال دیتا ہے۔ اگر یہ دھبے مسلسل پڑتے جائیں تو دل سیاہ ہو جاتا ہے اور یہ سیاہی اس طرح چھا جاتی ہے جیسے تانبے کے برتن پر زنگ جو اور زنگار اس پر غلاف کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔

معصیت و گناہ میں مبتلا انسان اپنے مالک و آقا کی رحمت و شفقت اور اس کی خاص توجہ اور اس کی جانب سے عطا ہونے والی نعمتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

سب رحمتوں و کرم، جو مالک کی جانب سے زیادہ اپنے بندوں کے لئے رحمت و شفقت رکھتے ہیں، انہوں نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت فرماتے ہوئے رمضان جیسا

کا مہینہ اس مقصد کے لئے مقرر فرمایا کہ اس کے پر انوار ماحول میں بندہ مومن اپنے آپ کو رحمت الٰہی، مغفرت الٰہی اور رب العزت کی سخاوت و بخشش کا مستحق بنائے۔

اگر انسان اس ماہ کے آتے ہی چوکنا ہو جائے، اپنے نفس پر یہ پابندی عائد کرے کہ اب وہ وہی کام کرے گا جس کے کرنے کا حکم اس کے آقا نے دیا ہے اور ان تمام امور سے مجتنب رہے گا جن سے اس نے روکا ہے تو یہ اطاعت و فرمانبرداری اسے اللہ ذوالجلال کی رحمت سے قریب تر کر دے گی۔ اور جب مومن مسلسل دن رات اپنے دل و دماغ، زبان، منہ، ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء و جوارح کو اللہ رب العزت کی اطاعت کا خوگر بنا لیتا ہے تو وہ صرف یہ کہ اوقات مقررہ پر کھانے پینے سے رک جاتا ہے بلکہ اس کی زبان جھوٹ، مکر و فریب، دھوکہ دہی، جھوٹی شہادت، دوسروں کی دلآزاری، کلام فحش، سخت زبانی، چغلی، غیبت، دوسروں کی عیب جوئی، دوسروں کی تحقیر و تذلیل، ان تمام عیوب سے رکی رہتی ہے۔ اور اس کے برعکس یہ زبان حمد و شکر کے ترانے گاتی ہے، تسبیح و تحمید کے کلمات دہراتی رہتی ہے۔ تلاوت قرآن اور دوسروں کو بھلائی کی تبلیغ و تلقین میں ہر لحظہ مصروف رہنے لگتی ہے۔

اور اسی طرح اس کی آنکھ ہر حرام چیز کے دیکھنے سے، بے پردہ عورتوں کو ٹیلی ویژن اور سینما کی سکرین پر رقص و سرود اور بے حیائی کے مناظر کے مشاہدے سے محفوظ رہتی ہے اور یہ آنکھ دن کی روشنی میں صفحات قرآن مجید پر مرکوز رہتی ہے اور رات کی تاریکی میں اپنے رب کے حضور ندامت کے آنسو بہاتی ہے۔

ایسے ہی انسان کے ہاتھ ظلم و تعدی سے، جبر و استبداد سے، رشوت لینے اور دینے سے، عریانی و فحاشی پھیلانے والے لٹریچر اور مقالات لکھنے سے، فرش بچھانے سے، کم تولنے سے، اشیاء میں ملاوٹ کرنے سے بچے رہتے ہیں اور یہ ہاتھ مظلوم کی مدد کے لئے اٹھتے ہیں، بوجھ اٹھاتے ہیں، خلق خدا کی خدمت کرتے، یتیموں کے لئے دست شفقت بنتے، راہ خدا میں جہاد کی تیاری کرتے، اسلامی مملکت کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے اسلحہ اٹھاتے، اور بے گھروں، مساجد کی صفائی میں، نیز یہ ہاتھ مظلوموں کی حق رسی، حاجتمندوں کی آگے بڑھ کر ضروریات کو عدل و انصاف کی تحریروں سے آراستہ کرنے، مقدمات کے درست فیصلے لکھنے اور نیکی اور عدل کے دوسرے کاموں میں مصروف رہنے لگتے ہیں۔

اور یہ سلسلہ اطاعت و فرمانبرداری صرف دل و دماغ، زبان اور ہاتھ ہی تک کہاں محدود ہے۔ بندہ مومن کے تمام اعضاء بدن، اس کے بدن کا ایک ایک رونگٹا مسلسل دس دن اور دس راتیں اللہ رب العزت کی نافرمانی سے بچنے اور اس کے خوش کرنے والے کاموں میں مصروف رہنے میں لگا رہتا ہے تو اللہ رحمٰن و رحیم کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ جو دوری انسان کے برے اعمال کی وجہ سے اس کے اور اس کے مالک و آقا کے مابین پچھلے گیارہ ماہ میں پیدا ہو چکی تھی وہ ختم ہو جاتی ہے ——— تو اپنے رب کا یہ گناہگار لیکن دل سے مطیع اور تائب بندہ اپنے رب کے قریب ہو جاتا ہے اور اس کے رحمت کی طرح اسے باب مغفرت کے قریب کر دیتی ہیں۔

(جاری ہے)

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی

(ڈاکٹر فضل الرحمان کے استعفے کے بعد)

ڈاکٹر فضل الرحمان کے حالیہ استعفیٰ اور اس کی فوری منظوری نے مذہبی اور عوامی حلقوں میں امید کی ایک لہر دوڑا دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس امید کو بار آور کرے اور ادارہ تحقیقات مذہبی صحیح طریقہ سے کام کرنے لگے اور وقت کے لئے اس کا وجود بابرکت ہو۔ ہم کسی گذشتہ شمارہ میں پچھلے چند سال کا تجزیہ پیش کر چکے ہیں اور عنوان یہ تھا کہ ڈاکٹر ... صاحب پر ... کرنے کے بعد یہ چند سوالات ... سامنے ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آخرت کو بھلا کر دنیا کو ... اتنی اہمیت دے دی ہے کہ اب جو شخص ... کرتا ہے ... پڑتا ہے۔ جو مقام پہلے دین کا تھا اس جگہ ہم نے دنیا کو رکھ دیا ہے اور جس جگہ دنیا تھی اس کی جگہ آخرت اور دین کو رکھ دیا ہے لہٰذا طبیعتوں میں فساد ہے اور نفس کی خواہش ہے کہ جب کفار اس قدر مزے اڑا رہے ہیں تو ہم کیوں اس سے محروم رہیں لہٰذا جب ... تو سود ... کا حصہ ... ہے تو ... جائے مثلاً سود اور جوا ... کافر قوموں کی اقتصادی زندگی کی بنیاد ہے اور اس سے بظاہر وہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ لہٰذا ... سود ... جوا اور ... سا سود مباح ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے۔ اسی طرح اگر ... شراب جائز کر دی جائے ... دنیا کے لوازمات میں سے کچھ مثلاً ... تھوڑا ... کا جواز نکل آئے تو اس میں کیا حرج ہے ... دنیاوی تفریحات اور لذتوں سے اگر مسلمان بھی فائدہ اٹھائیں تو کیا حرج ہے ... غور سے دیکھئے تو سب آخرت فراموشی کا نتیجہ ہے شاید یہ تخیل بھی کارفرما ہو کہ ہم مسلمان کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں اور اسی نسبت ... اسلامیہ میں ہمارا شمار ہے لہٰذا آخرت کی ... زندگی تو ... ہی جا رہی ہے۔ یہ وہی تخیل ہے جو یہود کا تھا کہ ہم اللہ کی محبوب امت ہیں اور اگر عذاب ہوا بھی تو وہ تھوڑے دنوں کا ہوگا۔ اسی طرح عیسائیوں کا تخیل کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود صلیب پر چڑھ کر پوری امت کے گناہ بخشوا لئے ہیں۔ لہٰذا آخرت کی زندگی اور نجات کا ... ہو گیا ... وہ ... سے نکل کر نہیں جا سکتی۔ اس کے برخلاف اسلام نے ایمان اور عمل صالح کو معیار نجات قرار دیا تھا۔ آج ہم یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں لہٰذا عقیدہ آخرت میں بھی اسی کا عکس نظر آتا ہے۔

ایک حقیقت کا اظہار

فرانس کے مشہور ڈاکٹر لیبان نے قوموں کے عروج و زوال پر اپنی تصنیف میں لکھا ہے کہ کوئی قوم دوسری قوم کی تہذیب نہیں اپنا سکتی اور وہ اس کے ظاہر مثلاً لباس وغیرہ کو اپنا لیتی ہے تو صرف اس حالت میں کہ جب وہ تنزل کے آخری درجہ میں داخل ہو چکی ہو۔ اس وقت آپ اقوام عالم پر نظر ڈال جائیے۔ آپ کو مسلمان اقوام مغربی لباس اور مغربی معاشرت میں پیش پیش نظر آئیں گی۔ چینی و جاپانی وغیرہ بھی مغربی طرز کا لباس پہنتے ہیں لیکن ترمیم کے ساتھ، ... لباس کو ... یہ خصوصیت صرف مسلمان اور ... کے چند ... کی ہے کہ وہ بعینہٖ مغربی لباس اور فیشن کی نقل کرتے ہیں اور فخر یہ کہتے ہیں کہ ہم ... دنیا کا یہی لباس ہے۔

DEISM کے اثرات

انیسویں صدی کا یہ تخیل کہ کائنات کا خالق تو ہے مگر ... اس کو فرصت نہیں ہے۔ اس خالق کائنات نے کچھ قوانین وضع کر دیئے ہیں اور اب دنیا کا کاروبار ان ہی فطرت کے قوانین کے مطابق ہو رہا ہے۔ یہ تخیل جو شخص سے اس وقت ذہنوں پر مسلط ہوا تھا جب مغربی استعمار اپنے عروج پر تھا اور مسلمان سیاسی طور پر شکست کھا کر انگریزی تعلیم اپنانے لگے تھے۔ وہ ہر جگہ یہ قانون فطرت (...) کا لفظ استعمال کرتے تھے اور اسی وجہ سے نیچری کہلائے جانے لگے۔ یقیناً اس فلسفہ (...) کا اثر ہے کہ ہم جو مغربی تعلیم و ترقی کو دیکھ کر مرعوب ہو گئے تھے اور ہماری شکست خوردہ ذہنیت نے ہر چیز میں مغرب کی برتری کو تسلیم کر لیا تھا۔ آج مغرب کی طرف ہی دیکھتے ہیں کہ ان کے سامنے ہر چیز و ہر بات ہیں کہ کثرت کا ... کا کیا حشر نکلے گا۔ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے قائل نہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ ہم ... اقتصادیات عالم کو اس طرح چلایا جائے کہ لوگ بھوکے نہ مر جائیں یا معیار زندگی نیچا نہ ہو جائے۔

ادارہ تحقیقات کیا کام کرے؟

یقیناً ادارہ تحقیقات کے لئے سب سے بڑا کام یہ ہے کہ ان تمام ذریعوں کو معلوم کیا جائے جن سے یہ غیر اسلامی عقیدے ہمارے ذہنوں میں پیدا کئے گئے ہیں اور ان کو کس طرح دور کیا جائے۔ مغربی استعمار نے کس کس طرح ہم کو اسلام سے دور کیا ہے اور اب اس کے تدارک کی کیا صورت ہے۔

عیسائیت اور اسلام کا معرکہ

یہ سب سے بڑا کام ... مشنری تنظیم ایک اسکیم کے ماتحت کام کر رہی ہیں جس کا مقصد اولین یہ ہے کہ اسلام کا چہرہ ... کیا جائے اور مسلمان قوم کو ذہنی طور پر ایسا مفلوج کر دیا جائے کہ وہ کبھی بھی عیسائیت کے اقتدار سے نجات نہ پا سکیں۔ ادارہ تحقیقات کا یہ منصب ہونا چاہئے کہ وہ ان تمام سازشوں کا سراغ لگائے جو دنیائے اسلام کے خلاف جاری ہیں۔ اور مسلمان اقوام کو ان سے آگاہ کرے۔ اسی سلسلہ میں مستشرقین کی شرارتوں کی نشاندہی ہے جو اسلام دوستی کے پردہ میں اسلام کے ساتھ پوری دشمنی کرتے ہیں۔ یہ علمی تحقیقات کے نام سے ایسے مسائل پیدا کرتے ہیں جن سے مسلمان افتراق اور تفرقہ کا شکار ہو جائیں اور ملی یکجہتی کو نقصان پہنچے۔ اسی طرح اسلام پر ایک ... ہوا ہے جس پر سیرۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ... ... کی اشاعت بھی ادارہ کے فرائض میں ہونا چاہئے۔

بنکاری کی لعنت

ادارہ تحقیقات کے سامنے یہ حل طلب مسئلہ تھا کہ بلا سود بنکاری کا سراغ لگائے اور دنیا پر ظاہر کر دیا جائے کہ موجودہ عہد کی پریشانیوں کی جڑ بنکاری نظام ہے۔ ... کی سازشی تحقیق ... کے ... کو دنیا کے مالی نظام کی شہ رگ ان کے ہاتھ میں ہے اور ... ایسٹ انڈیا کمپنی ... کی اجازت دی گئی تھی ... یہود کی سب سے بڑی کامیابی تھی۔ ادارہ کے سامنے اس وقت سب سے بڑا کام یہ ہے کہ دنیا کے ... کے سامنے وہ راستہ پیش کرے جس سے ... کو تباہی سے بچایا جا سکتا ہے اور

صرف اسلام کا راستہ ہے۔ یہ ایک ... علمی ... کام ہے کہ ... کے لئے ہر جواز کو پیش کریں گے۔

ترقی پذیر ممالک

اس وقت ترقی پذیر ممالک کے سامنے سرمایہ اور مزدوری کے تعلق کا بڑا مسئلہ ہے۔ مزدوروں کا معیار زندگی کیا ہو۔ مزدوری اور مزدوری کا تعین کس طرح ہو۔ سرمایہ دار کس حد تک نفع اٹھا سکتا ہے۔ سرمایہ دار کے معیار زندگی کا کس طرح تعین ہو۔ بیکاری اور بیروزگاری کے معاملہ میں اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے؟ یہ وہ مسائل ہیں جن کو صحیح طریقہ سے حل کرنے سے صنعتی انقلاب کے لئے راستہ ہموار ہو جاتا ہے اور ہم ... سے بچ سکتے ہیں جو ... مغربی اقوام نے اپنے ... ... اس کا ... کیا کہ علم کا ... ادارہ کے سامنے حقائق ... اور ترقی کو ... ہو۔

عملی تضادات

نصاب تعلیم میں بیک وقت بعض وہ نظریئے ہیں جو اسلام کی تعلیمات سے متصادم ہوتے ہیں۔ مثلاً ہمارا ایمان ہے کہ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اشیاء کا علم عطا فرمایا تھا اور شروع سے پیغمبر حضرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے لئے مامور رہتے ہیں تاکہ مختلف ادوار میں بیٹ زندگی کی ... کے مواعید بھی ... یہ علم ہم کو وحی کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔ اس کے برخلاف موجودہ دور کے نظریئے ہیں جو صرف ... دنیا پر ہیں اور اس میں کہیں ... سے ارتقائے انسانی ... ہے کہیں انسان کو ہزاروں سال تک وحشت کا شکار ... بتایا ہے۔ یہ تو صرف ایک مثال ہے ... مختلف ... کتابوں میں وہ بہت سے عملی تضادات مل جائیں گے جن طلباء کو کبھی رہنمائی نہیں ہوتی اور وہ تضاد ذہنی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ... اور مذہب ... ان کی رگ رگ میں سرایت کر جاتا ہے اور مذہب سے بیزاری کا سبب بن جاتا ہے۔ اگر ان تمام تضادات کی نشاندہی کی جائے اور ... کو ہدایت کی جائے کہ اصل علم وحی سے حاصل کیا ہوا علم ہے ... نظریئے ہر روز بدلتے رہتے ہیں اور بدلتے رہیں گے۔

لے دے کر ایمانی کو قربان کرنے والی ... موجود ہے اور ہم ... ہیں ... یہ کہاں سے ... زمانہ باتو نسازد تو با زمانہ بساز" اور اپنی زندگی اس پر ڈھال لی ... لئے تو یہ حکم تھا کہ زمانہ باتو نسازد تو بازمانہ ستیز۔ اقبالؔ مرحوم نے کس خوبصورتی سے ... ہی خیال ادا کیا ہے ؎

گفتند جہان ما آیا بتو می سازد
گفتم کہ نمی سازد گفتند کہ برہم زن

خوفِ خدا اور احترامِ شریعت

معاملات کی صفائی

سلطان محمود کے دربار میں ایک مشہور نجومی تھے کہ زمانہ میں ان کی نظیر نہ تھی۔ سلطان کسی معاملہ میں ان سے ناراض تھا۔ ایک مرتبہ کسی معاملے میں ان سے دریافت کیا، حکم تھا کہ وہ شاہی دستر خوان کے پاس پہنچیں۔ مگر آپ کہہ دیتے کہ کوئی بات نہیں، پوچھے تو کوئی جواب نہ دیا۔ سلطان نے جواب دیا، کہ حضرت اس بات کا خیال رکھیے کہ میں ہر جگہ اور ہر وقت کی موجودگی میں مزدوری کروں گا۔ اس وقت قوم کہاں ہے۔ معاملات کی بنیاد صرف دو باتوں پر ہے، یعنی خدا پرستی اور شریعت کا خوف اور احترام کیا جائے۔

استغراق

حضرت خواجہ علی احمد صابر نے پوری زندگی مجاہدہ اور تحریر میں گزار دی۔ آخر عمر میں عشق الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ دنیا کی کسی چیز کی خبر نہ رہی تھی۔ عالم سکر سے عالم صحو میں صرف نماز کے وقت آتے۔ بقیہ اوقات میں انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرتے رہتے اور فرماتے تھے کہ

اس طرح اس میں ڈوب جانا چاہیے کہ
کوئی بھی اس کے سوا موجود نہ رہے

درویشی میں مزدوری

حضرت خواجہ شمس الدین ترک نے دینی و روحانی تربیت پائی۔ شریعت کے بزرگ حضرت علاؤ الدین صابر سے، پانی پت کے مرشد نے ان کو پانی پت میں جا کر قیام کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے روحانی طور پر اس مقام کا بار اٹھانے کی صلاحیت اپنے میں نہ پائی۔ اس لئے مرشد کی اجازت سے مزید مجاہدہ اور ریاضت کی خاطر مزدوری کرنے لگے۔

وہ اکثر سلطان غیاث الدین بلبن کی فوج میں سواروں کے زمرہ میں شامل ہو گئے اور جب شاہی فوج ایک قلعہ کی تسخیر میں لگی ہوئی تھی، اس دوران ایک سخت آندھی آئی، اور بارش ہوئی جس سے شاہی لشکر کے تمام خیمے گر گئے۔ بارش تیزی سے جاری رہی سخت سردی پڑنے لگی اور کسی جگہ آگ باقی

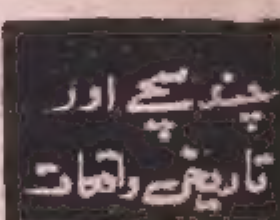
نہ رہی۔ سلطان غیاث الدین کا سقہ اس کے وضو کا پانی گرم کرنے کے لئے آگ کی تلاش میں نکلا۔ اس نے دفعتاً دور سے دیکھا کہ ایک خیمہ میں چراغ روشن ہے۔ یہ خیمہ حضرت خواجہ شمس الدین ترک کا تھا۔ سقہ دوڑتا ہوا خیمے کے پاس گیا، دیکھا کہ ایک فقیر کلام مجید کی تلاوت کر رہے ہیں۔ اس کو فقیر سے آگ مانگنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن حضرت ترک نے سر اٹھایا اور فرمایا بھائی آؤ اور جتنی آگ چاہتے ہو لے جاؤ۔ وہ سامنے گیا ایک کوزہ میں آگ سے جلاتی اور لوٹ گیا۔ سقہ اس خیمہ کو دیکھ کر پریشان تھا ہی کہ وقت دینی شک ہے کہ اس خیمہ کی طرف پڑا تو اس میں وہ بزرگ نظر آئے، قریب ہی ایک صاحب کے پاس ان کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ ایک کونے میں کھڑا ہو گیا جیسا ہے۔ وہ بزرگ وضو کر کے چلے گئے تو سقہ نے اس جگہ سے خشک مٹی اٹھائی، ہر طرف کیچڑ تھا ہر جگہ پانی جما ہوا لیکن جس جگہ بزرگ نے وضو کیا تھا وہاں کا پانی اس قدر گرم تھا کہ گویا کسی نے اس کو ابھی گرم کیا ہے۔

سقہ نے اس کی خبر سلطان ...

خواجہ شمس الدین نے ہر چند چاہا کہ چھپے رہیں لیکن یہ کوشش کی گئی مگر سود۔ مجبوراً دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ ابھی وقت حملہ کیا جائے انشاء اللہ فتح ہو گی۔ سلطان نے ایسا ہی کیا اور قلعہ فتح ہو گیا۔ دوسرے دن سلطان نے نہایت حسرت میں حضرت خواجہ شمس الدین ترک کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا۔ لیکن خواجہ کو اپنے نورِ باطن سے

ایک بار ایک شخص شہر میں وارد ہوا اور اپنے آپ کو ولی کہنے لگا۔ اس کے پاس عوام دوڑتے کا ہجوم رہنے لگا۔ حضرت سید جلال الدین بھی اس سے ملنے تشریف لے گئے جب اس کے پہلو میں جا کر بیٹھے تو اس نے کہا اے سید ابھی ابھی حق تعالیٰ میرے پاس آیا تھا۔ حضرت جلال الدینؒ یہ سن کر غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ بدبخت تو کافر ہو گیا ہے، کلمۂ شہادت پڑھ، اور اسی وقت اٹھ کر شہر کے قاضی کے پاس گئے کہ اس بد بخت کو طلب کرو۔ اگر وہ توبہ کرے تو معاف کر دو ورنہ اس کو قتل کرنے کا حکم دو۔ شہر کا حاکم اس شخص کا معتقد تھا۔ اس لئے قاضی نے حاکم کے خوف سے سزا دینے میں پس و پیش

درویشی میں مزدوری۔ راہِ خدا میں خرچ۔ شہرت سے نفرت



غیاث الدین بلبن کو دی تو اس کو ان بزرگ سے ملنے کا اشتیاق ہوا۔ وہ رات کو چلے پاپیادہ ان کی قیام گاہ پر اس وقت پہنچے جب وہ کلام پاک کی تلاوت میں مشغول تھے۔ سلطان چپ چاپ دست بستہ کھڑا رہا جب وہ تلاوت سے فارغ ہوئے تو ان کی نظر سلطان پر پڑی۔ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور سلام کیا۔ سلطان نے اظہار ادب کر کے عرض کیا یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسے دوست میرے عہد میں موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود دربار افسوس ہے کہ ابھی تک قلعہ فتح کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی۔ حضرت

اس کا ارادہ معلوم ہوا تو وہ کہیں اور ڈھونڈ کر شاہی لشکر سے چل کھڑے ہوئے اور ان کا پھر کہیں لشکر میں پتہ نہ چلا۔

شریعت کا احترام

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے زمانے میں مولانا ضیاء الدین سنامی بڑے متشرع متقی اور دیندار عالم تھے۔ احتساب میں بڑی سختی کرتے ایک کتاب نصاب الاحتساب بھی لکھی ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے یہاں جو محفل سماع ہوتی تھی اس کو پسند نہ کرتے اور ان سے سماع پر احتساب کرتے رہتے۔ اس سلسلہ میں شدت سے ان کی مخالفت کی۔ لیکن جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو حضرت خواجہ ان کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ وہ مولانا کے بستر مرگ پر پہنچے تو مولانا نے اپنی دستار حضرت خواجہ کے قدموں پر بچھا دی۔ حضرت خواجہ نے اس کو اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگایا اور کہا کہ یہ شریعت کی دستار ہے یہ دیکھ کر مولانا نے آنکھیں چار کر لیں۔ حضرت خواجہ نے ان کی ندامت دیکھی تو جلد اٹھ کر باہر چلے گئے۔ لیکن اسی وقت خبر ملی کہ مولانا کی روح پرواز کر گئی حضرت خواجہ رونے لگے کہ ایک حامی شریعت تھا وہ بھی نہ رہا۔

کلمۂ کفر کے خلاف احتجاج

حضرت سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت جاہل شیخ کو کسی حال میں برداشت نہ کرتے

کی۔ حضرت سید جلال الدین نے حاکم کے پاس پیغام بھیجا جو شخص کفر پھیلا رہا ہے اگر تم نے اس کو سزا نہ دی تو بادشاہ سے جا کر کہوں گا۔ بالآخر وہ شخص شہر بدر کر دیا گیا۔

راہِ خدا میں خرچ

ایک بار جودھن کے حاکم نے کچھ نقدی اور نقد رقم حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ بابا صاحب نے کہا کہ اگر میں یہ نقدی اور رقم لے لوں تو مجھے ترک درویشی نہ کہیں گے۔ درویشی دیدہ و دلیر القب ہو جائیگا اس کے بعد درویشوں کو دکھانے کے قابل نہ ہوں گا۔ اور میں ان کے درمیان کھڑا نہ ہو سکوں گا۔ اگر کبھی کسی سے کچھ قبول کر لیتے تو راہ خدا میں تقسیم کر دیتے اور فرماتے کہ جو کچھ بھی اور جتنا بھی اللہ کی راہ میں دیا جائے اسراف نہیں ہے اور جو کچھ بھی غیر اللہ کے لئے خرچ کیا جائے اسراف ہے۔

شہرت سے نفرت

ایک بار شیخ احمد عبد الحق نے عام لوگوں کے لئے ایک دیگ کھانا پکوایا اور خلق اللہ کے راہگذر پر رکھ دیا۔ تین دن تک آنے جانے والے لوگ اس دیگ سے کھاتے رہے۔ اس میں کمی نہ آئی۔ حضرت شیخ احمد عبد الحق کے دل میں یکایک خیال آیا کہ تمام دنیا میں شہرت ہو جائے گی کہ احمد ایسا شیخ ہے کہ شہرت آفت ہے جس سے سب خوش ہوتے ہیں اللہ کو بھی راحت ہے

یورپ کی مسلم سٹیٹ

ترکی

جہاں کوئی دکاندار ناقص مال فروخت نہیں کرتا

کوئی تاجر دھوکہ بازی نہیں کرتا

انقرہ سے ۹۰ میل پرے مغرب کی طرف ایک چھوٹا سا قصبہ ہے اس کا نام سنجان ہے یہ انقرہ استنبول ریلوے لائن پر واقع ہے۔ چھوٹا سا ریلوے سٹیشن ہے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ والی صرف لوکل ٹرین یہاں ٹھہرتی ہے اور ایک گھنٹہ رکنے کے بعد لوٹ جاتی ہے۔ یہی وہ ایک گھنٹہ ہے جبکہ اس چھوٹے سے خوبصورت قصبہ میں زندگی اپنے عروج پر دکھائی دیتی ہے۔ گاڑی کے واپس چلے جانے کے بعد سٹیشن پھر سنسان ہو جاتا ہے۔ سوائے اکے دکے دیہاتی کسان یا دیہاتی عورت کے اور کوئی خاص رونق یا چہل پہل نظر نہیں آتی۔ اس کے باوجود سنجان کا شہروں کوئی اہمیت کا حامل اور انقرہ میں کسی نواحی گاؤں کی نسبت لوگ سنجان کے نام سے زیادہ واقف ہیں۔

اس کی سب سے بڑی وجہ یہاں پر منعقد ہونے والا تازہ پھلوں اور سبزیوں کا ایک کھلا بازار ہے۔ جو کہ ہر اتوار کو اس قصبہ کے وسط میں ایک کھلے میدان میں لگتا ہے۔ اس بازار کی شان نرالی ہے جیسے انقرہ سے آنے والی ٹرین کے ساتھ خرید و فروخت شروع ہو جاتی ہے اور تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ سب دکاندار اپنا سازو سامان لپیٹ کر غائب ہو جاتے ہیں مگر صبح دس بجے کے قریب کوئی [illegible] جگہ جا کر دیکھیں یقین نہ آئے کہ [illegible] گھنٹہ پہلے سینکڑوں آدمی خرید و فروخت کر رہے تھے۔ چونکہ اس بازار کے متعلق سنا تھا کہ وہاں روزمرہ کے استعمال کی اشیاء انقرہ کی نسبت بہت سستی ہیں اس لئے ہم چند دوستوں نے بعض اپنی بیویوں کے بے حد اصرار پر وہاں جانے کا فیصلہ کیا۔

ہم لوگ علی الصبح کار سے وہاں پہنچے۔ دور دور کے دیہاتی مختلف راستوں سے لوگ درجنوں سنجان کی طرف رواں دواں تھے۔ ترکی کے دیہاتی کسان مرد اور عورتیں دیہاتی لباس میں

میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہے۔ یہ بہت ہی بھولے بھالے اور سیدھے لوگ ہیں صوم و صلوٰۃ کے پابند اور دین اسلام کے خلوص دل سے پیروکار ہیں۔ مشرقی ملکوں کی طرح ان کی عورتیں نیم عریاں لباس نہیں پہنتیں بلکہ ڈھیلا ڈھالا لباس پہنتی ہیں۔ سر اور چہرے کا بیشتر حصہ بھی دوپٹہ کی قسم کی ایک اوڑھنی سے ڈھانکتی ہیں۔

ایک عمر رسیدہ کسان جس کے نورانی چہرے پر سفید داڑھی بہت سج رہی تھی گدھا گاڑی پر سرخ اور تازہ ٹماٹروں کے کریٹ لاد کر لایا۔ جب میں نے اسے السلام علیکم کہا تو اس نے نہایت گرمجوشی سے وعلیکم السلام کہا۔ وہ ٹماٹروں کے کریٹ اتارنے کے ساتھ ساتھ دھیمی آواز میں اللہ اکبر اللہ اکبر کی تسبیح کئے جا رہا تھا۔ جب میں نے اس کے ٹماٹروں کی تعریف کی تو جواب میں کہنے لگا "ہاں بیٹا اللہ کی ذات بہت حسین و جمیل ہے۔ یہ اسی کے کرشمے ہیں۔" ہر طرف سے چھوٹے چھوٹے دکاندار اور کسان آ آ کر اپنے اپنے سامان کو نہایت ترتیب اور قرینے سے سجا رہے تھے جلد ہی گاہک بھی آنا شروع ہو گئے۔ سب سے پہلی بات جس نے مجھے بہت متاثر کیا وہ لوگوں کا اخلاق تھا۔ دکاندار گاہک سے اور گاہک دکاندار سے انتہائی میٹھے اور دھیمے لہجے میں گفتگو کرتا تھا۔ ویسے یہ بات ترکی میں تقریباً ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ اگر کوئی ترکی زبان جانتا ہو تب ہی اس گفتگو کا پورا لطف اٹھا سکتا ہے۔ دکاندار اپنے اپنے سامان کے سامنے کھڑے آوازیں لگا رہے تھے ہر گاہک کو اپنی پسند کا مال انتخاب کرنے کا پورا پورا حق حاصل تھا۔ گاہک پھلوں یا ترکاریوں کو اوپر نیچے الٹ پلٹ کر اپنی پسند کی چیز نکالتے تھے۔ مگر مالک کے ماتھے پر بل تک نہیں آتا تھا۔ میں نے ایک سیب بیچنے والے سے کہا۔

"آپ گاہک کو خود سیب توڑ کر کیوں نہیں دیتے اس طرح اچھے اچھے سیب تو ختم ہو چکے

کے باقی ماندہ کو بھی کم قیمت پر بیچنا پڑے گا یا ان کو کوئی نہیں خریدے گا۔

وہ مسکرا کر کہنے لگا جو آدمی پیسے خرچ کرتا ہے اسے اس بات کا پورا حق حاصل ہے کہ اپنی پسند کی چیز کا انتخاب کرے جب میں دام وصول کر رہا ہوں تو اس کی تسلی کا خیال رکھوں۔ ہر دکاندار گاہک سے پیسے وصول کرنے کے بعد "اللہ برکت دے" کا جملہ ضرور استعمال کرتا تھا۔

ایک انڈے بیچنے والے کو ذرا تنگ کرنے کے لئے میں نے کہا چچا آپ بیس پیسے کا انڈا بیچ رہے ہیں جب کہ اس کنارے پر ایک آدمی پندرہ پیسے میں فروخت کر رہا ہے۔"

جواب میں کہنے لگا بات سچ ہے دو بیٹا یہ [illegible] بھائی بیچتے ہیں مگر ان کا اس میں فائدہ ہے تو بہت خوشی کی بات ہے تم بھی ان سے لے لو۔

ایک بات بالکل واضح ہے۔ لوگوں میں خدا کا خوف ہے۔ جھوٹ، دغا، فریب اور مکاری بہت ہی کم ہے۔ بازار میں اکثر ایسے بھی لوگ دیکھے جو گاڑی سے آتے ہیں اور اس سے پہلے واپس لوٹتے ہیں۔ اگر کسی دکان پر بھی [illegible] ہی کی نوبت آتی ہو۔ بہت سی جگہوں پر خریدنے والوں کا ہجوم لگا ہوا تھا۔ لوگ خود ہی انتخاب کر کے تولتے جاتے تھے اور پیسے دیتے جاتے تھے۔ ایک منظر دیکھ کر تو مجھے بہت متاثر کیا۔ ہم لوگ ٹماٹر خرید رہے تھے کہ ایک عورت آئی اور دکاندار سے کہنے لگی "یہ پچھلے اتوار کے پچاس پیسے ہیں" دکاندار کہنے لگا "مجھے تو یاد نہیں" وہ بولی "ہاں ہاں" [illegible] "پچھلے اتوار تم سے ٹماٹر لئے تھے [illegible] اور میرے پاس [illegible]" وہ چلتی بنی اور دکاندار نے "اللہ برکت دے" کہہ کر پیسے جیب میں ڈال لئے۔

ڈاکٹر [illegible]

میں نے یہودیوں کے بے پناہ ظلم اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں

میں فلسطین کی بہادر بیٹی ہوں

[illegible]

"میں فلسطین کی بیٹی ہوں .... اور میں نے اپنی آنکھوں سے وہ سب کچھ دیکھا ہے جو تم نے [illegible] کے ساتھ کیا ہے"

[illegible]

[illegible] عدالت میں [illegible] فاطمہ برناوی [illegible] فلسطینی حریت پسندوں کے [illegible] دہشت پسندوں کے گروہ سے تعلق رکھتی تھی۔

[illegible]

[illegible] فاطمہ نے اپنے [illegible] کہا [illegible]

فاطمہ: [illegible]

نامہ نگار: [illegible]

فاطمہ: [illegible]

[illegible]

فاطمہ برناوی کی داستانِ شجاعت

فلسطین کے لیڈر [illegible] عرب عوام [illegible] کی ترجمانی کرتے [illegible] اور جنہوں نے [illegible] نے اپنے شہروں اور قصبوں کو جلتے ہوئے دیکھا [illegible]

اسرائیل ہی کا ایک دوسرا پرچہ [illegible] اس کی یوں رپورٹنگ کرتا ہے [illegible]

"جب ایک ٹیکسی ڈرائیور نے [illegible] شروع [illegible] بتایا کہ [illegible] وہ نوجوان [illegible] انہوں نے صیہونی سینما میں بم رکھا تھا۔ ڈرائیور نے فاطمہ کو بھی [illegible]

[illegible]

اذانیں بند اب کیوں ہو گئیں
بیت المقدس میں

یہودی جس جگہ پر برسرِ پیکار ہیں لوگو !! جہاں پر بھیڑیئے آمادۂ پیکار ہیں لوگو !!
جہاں پر سامراجی سازشوں کے جال پھیلے ہیں جہاں ظلم و ستم کے کھیل شیطانوں نے کھیلے ہیں
چلائی جس جگہ دجال نے پستول کی گولی ! جہاں کھیلی ہے اسرائیل نے یہ خون کی ہولی
وہی بیت المقدس جس جگہ ہے مسجدِ اقصیٰ ! وہ مسجد جس میں اصحابِ پیمبر نے کیا سجدہ
وہ مسجد اولیت جس کی ملی فاروقِ اعظم کو وہ مسجد جس کا خود اللہ نے وارث کیا ہم کو
نہ رکھ سکتا تھا جس کی عظمت پیروں تک اذانوں کی صدائیں جس جگہ گونجی ہیں صدیوں تک
تاسف ہے وہاں پر کفر غالب آگیا ایسے ملی دنیا میں اپنے ہی گناہوں کی سزا جیسے
سوال اس کا اگر ہو گا کہ ہم نے اے مسلمانو! حفاظت قبلۂ اول کی کیا سوچی نہ تھی تم کو
اذانیں بند اب کیوں ہو گئیں بیت المقدس میں جواب اس کا بتاؤ دے گیا ہر گاہِ اقدس میں
وہ ارضِ پاک جو خونِ شہیداں سے معطر تھی جو معراجِ نبی صلعم کی برکت سے معبر تھی
جہاں اصحاب نے حق کیلئے تلوار اٹھائی تھی رسول اللہ کے احکام پر گردن جھکائی تھی
ہے خوں جس سرزمیں کے چپے چپے میں مسلماں کا وہ جس کی تولیت پر حق رہا ہے اہلِ ایماں کا

صلاح الدین ایوبی نے ارشادِ پیمبر پر ! جھکایا صدق دل سے روضۂ اقدس پہ پیام
کیا رب پہ بھروسہ اور ہوئے دشمن سے ٹکرا بہت کم تھے مجاہد پھر بھی دشمن کو بہت مارا
دوبارہ پرچمِ اسلام کو غازی نے لہرایا ! یقیں محکم، عمل پیہم کو ثابت کرکے دکھلایا

توکلت علی اللہ اور اسلامی اخوت پر اگر اب بھی عمل پیرا ہوئے آپس میں ہم (؟)
مدد کے واسطے پھر غیر کا منہ ہم نہ دیکھیں گے اکیلے ہیں؟ پر اپنے دشمنوں کو زیر کر لیں گے
رسول اللہ کے نقشِ قدم پر جب چلیں گے ہم ابھر کر سر اٹھیں گے ہند کے پاک پرچم

"صلاح الدین" سا رہبر ہمیں ہو جائے گا حاصل
رہے گی پھر مدد اللہ کی ہر حال میں شامل

از: خلیل مذاق

پر بھی تم افسوس کرتی ہو؟"
فاطمہ: "ہرگز نہیں۔"
(بحوالہ الجمعیۃ ۱۴ جنوری ۱۹۸۰ء)

یہ دہشت گرد و قفہ استراحت میں لیا گیا تھا۔ اس کے بعد فیصلہ سنایا گیا اور عربی اخبار کے مطابق اس نے فیصلہ پورے سکون کے ساتھ سنا۔ جنرل (؟) مسبوبیتوں نے یہ فیصلہ سنا کر غالباً اپنے تئیں جذبۂ حریت و حق کی آگ بجھا دی ہوگی، لیکن درحقیقت یہ فیصلہ نہیں ہوا، ایسا ہو گا ہے جو اس چنگاری کو شعلہ بنا دے گا اور اس سے وہ جارحیت ظلم اور باطل خاکستر ہو کر رہے گا جو آج عالم عرب کو نقیبوں، جس کے ساتھ گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔

بقیہ: خوف خدا
از صفحہ ۵

جس کو کوئی نہیں جانتا۔ اے احمد بندے سب خدا کے ہیں۔ وہ رازقِ مطلق ہے اس کی شان بڑی ہے۔ وہ جانے اور اس کے بندے جانیں۔ تم درمیان میں کون اپنے دل کے گھوڑے کو دوڑا، فرض امری الی اللہ کے وسیع میدان میں دوڑا اور اپنی ذات کو اپنی خودی اور اپنے کام علیحدہ کرکے اس نام و نشان کی ہستی کو مٹا کر مالک الملک لایزال کی ہستی میں گم ہو جاؤ اور اسی وقت طالبان حق کے فخر میں اضافہ کے لئے ایک نعرہ لگایا اور ٹیک کو زمین پر پٹک دیا۔

اے اہل نظر خوب ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا!

بقیہ (از صفحہ ۔۔)
یورپ کی مسلم اسٹیٹ

انگلینڈ میں بچا کر گلاس والا تھیلے میں ٹھونسنے والا دوکاندار میں نے آج تک نہیں دیکھا اسی طرح گاہک بھی ایسے نہیں کہ دوکاندار کو مصروف دیکھ کر جیبیں بھر لیں سودا بازی ہوتی ہے۔ قیمت کم کرنے پر اصرار ہوتا ہے مگر دھوکے بازی نہیں ہوتی۔

صاف ستھرے لین دین اور سچائی کی یہ عمل مثال دیکھ کر ہم گھر لوٹ آئے۔ اللہ اور رسول نے تجارت کے یہی اصول بتائے ہیں۔ کاش ہمارا تجارت پیشہ طبقہ بھی ان اصولوں کی پوری پوری پابندی کرتے۔

فاطمہ: مجرم یہودی قوم تھی جس نے ہمارے بچے پیدا کرکے اپنا تاریخی انکار نہیں کیا۔ حوالات میں جو یہودی عورتیں تھیں، میں نے ان سے بھی پوچھا تھا انہیں جرم سے کیوں ڈرا رہی ہوں۔ میں ان سے پوچھتی ہوں کہ ساحل کو کس نے اٹھایا تھا۔ فلسطین کو کس نے تاراج کیا تھا؟ کیا کسی عرب فوج نے بھی تمہارے شہروں اور قصبوں کے ساتھ وہ کچھ کیا جو آج عربوں کی بستیوں کے ساتھ کر رہے ہو...؟"

نامہ نگار: ہو سکتا ہے یہ عرب فوجیں ایسا کرنے کی طاقت ہی نہ رکھتی ہوں، لیکن کیا عرب دہشت پسند یہودی بستیوں پر حملہ آور نہیں ہوتے...؟"

فاطمہ: "جو شخص جنگ ایسی ہی ہوتی ہے اور یہ جنگ جب ہی رکیں گے جب کہ انہیں اپنا حق واپس مل جائے گا۔"

نامہ نگار: کیا تمہارے خیال میں عربوں اور یہودیوں کے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو سکتا ہے اور وہ ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو امن کے ساتھ رہ سکتے ہیں؟

فاطمہ: "سمجھوتے کے بعد ہو سکتا ہے لیکن اس سے پہلے عربوں کو ان کا حق واپس مل جائے۔"

نامہ نگار: ...... تمہارا کیا ہے
انسان تھی جس نے تمہیں خفیہ تنظیم سے متعارف کرایا تھا، وہ خود تو فرار ہو گئی اور تم پھنس گئیں؟

فاطمہ: میری ایک اور بہن جیل میں ہے۔"

نامہ نگار: "وہ کیسے...؟"

فاطمہ: وہ جانتی تھی کہ جرم رکھنا چاہتے ہیں، اس سے جب پولیس آئی تو اس نے اپنے آپ کو فاطمہ ظاہر کیا اور اس طرح وہ گرفتار ہو گئی۔ جب ہمارے دوسرے ساتھی گرفتار ہوئے تو انہوں نے پولیس کو بتایا کہ یہ فاطمہ نہیں، فاطمہ کی بہن ہے۔"

نامہ نگار: کیا وہ تمہارے ساتھ ایک ہی کوٹھڑی میں رہتی ہے؟"

فاطمہ: مقدمہ شروع ہونے سے پہلے تک تو وہ میرے ساتھ ہی تھی، لیکن اس کے بعد اسے علیحدہ کر دیا گیا، اب مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کہاں ہے۔ وہ ایک کمسن لڑکی ہے اور اس کی صحت بھی اچھی نہیں۔"

نامہ نگار: تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہیں کتنی سزا ہو گی؟"

فاطمہ: پانچ چھ سال، یا شاید اس سے بھی زیادہ۔"

نامہ نگار: کیا تم اپنے کئے

مغربی تہذیب کا چیلنج

ڈاکٹر محمد اسد

اور — اس کا جواب

ترجمہ: محمد اظہر خوری

[illegible]

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساسِ مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

[illegible]

مغربی تہذیب

[illegible]

[illegible]

مادہ و محسوسات

[illegible]

[illegible]

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائدار ہوگا!

[illegible]

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا!
ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

[illegible]

یورپ میں بہت روشنیِ علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات
رعنائیِ تعمیر میں، رونق میں، صفا میں
گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات
ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات
یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیمِ مساوات
بیکاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہے فرنگی مدنیت کے فتوحات
وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہو محروم
حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات
ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساسِ مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

[illegible]

سکتی ہے کہ اسلام اور مغربی تہذیب میں کوئی مطابقت نہیں ہے اور یہی ایک وجہ ہے کہ [illegible] تعلیم یافتہ طبقہ [illegible] سے متاثر [illegible] ہیں۔ اگر مغرب کا چیلنج ختم ہو جائے تو اسلام کا احیاء اور اسلامی تہذیب کا فروغ [illegible] اسلام کے [illegible] جاتا ہے۔

چیلنج کا جواب

مغربی تہذیب کے اس چیلنج کا واحد جواب اسلام اور اسلامی تہذیب ہے وہ تہذیب جو ساری انسانیت کی تہذیب ہے وہ تہذیب جو اخلاق و مروت، انسانیت و شرافت کی تہذیب ہے وہ تہذیب جو بارش کی طرح تمام مخلوقات کے لئے یکساں مفید اور فیض بخش ہے وہ تہذیب جو عدل و مساوات اور امیر و غریب سب کے درمیان انصاف و برابری کی تہذیب ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مغربی تہذیب اور اسلامی کا ایک تقابلی مطالعہ کر لیا جائے۔

اسلامی تہذیب ساری دنیا کو امن و امان سے بھر دیتی ہے یہاں تک کہ ایک بڑھیا تنہا اپنے سر پر سونے کا گٹھر رکھ کر ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کرتی ہے کوئی اسے نظر اٹھا کر دیکھنے والا بھی نہیں تھا مغربی تہذیب کا فیض ہے کہ آج امن و امان ایک خواب و خیال ہو کر رہ گیا ہے۔ اسلامی تہذیب دنیا کو اخلاق و شرافت کا، انسانیت و مروت کا ایثار و قربانی کا عدل و مساوات کا درس سکھاتی ہے۔ اور اس کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ مغربی تہذیب دنیا کو نفرت و عداوت قتل و غارتگری اور خود پرستی کا درس دیتی ہے۔ اسلامی تہذیب نے سارے انسانوں کو مساوی قرار دیا۔ مغربی تہذیب عدم مساوات اور کالے گورے تفریق سکھاتی ہے۔ اسلامی تہذیب عصمت کی حفاظت شرم و حیا کو لازم قرار دیتی ہے۔ مغربی تہذیب عریانی و فحاشی، عصمت فروشی و بےحیائی کو پھیلاتی ہے۔ اسلامی تہذیب انسانی جان کی قیمت گراں سے گراں تر قرار دیتی ہے۔ مغربی تہذیب میں کسی انسانی جان کی کوئی اہمیت نہیں۔ اسلامی تہذیب نے عورتوں پر روا رکھے ہوئے ظلم و ستم کا خاتمہ کیا اور ان کو مردوں کے برابر حقوق دئیے اور ان کو حق میراث دیا ہے۔ مغربی تہذیب اس کے باوجود کہ آزادی نسواں کے بلند بانگ دعوے کرتی ہے لیکن عورت کو آزادی کے نام پر گھر سے نکال کر کے اپنی آتش ہوس سرد کرنے اور مشینری پوری کرنے کے سوا کوئی حق نہیں دیتی۔ اسلامی تہذیب عورت کو چراغ خانہ اور گھر کی ملکہ بنا کر اسے ایک معزز منصب عطا کرتی ہے۔ اسے ایک متاع گراں قدر بناتی ہے۔ مغربی تہذیب عورت کو شمع محفل بنا کر اسے ادنیٰ مزدور میں تبدیل کر دیتی ہے۔ اور مزدور بھی ایسا کہ کام پورا لیا جاتا ہے اور مزدوری نصف دی جاتی ہے۔

اس کے برخلاف اسلامی تہذیب انسانیت کی تکمیل کرتی ہے اور انسان بہت اونچے مقام پر لے جاتی ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ جب اس تہذیب کو اپنایا جاتا ہے تو دنیا کی ساری تہذیبیں بجھے کی طرح بجھ جاتی ہیں۔ اسلامی تہذیب تیرہ سو برس کی فیصلہ کن دنیاوی تہذیب کو مسلم تسلیم کرتی ہے۔ [illegible] اسلامی تہذیب کبھی دنیا کی کوئی زوال پذیر تہذیب کو شکست دے سکتی ہے۔ اسلامی تہذیب نے ہندوستان کی تہذیب کو مکمل شکست دے سکتی ہے مغربی تہذیب کے بجائے مسلمانوں تمام ہو جائیں تو [illegible] دنیا کی مصیبت دور ہو سکتی ہے۔ اسلامی تہذیب تو خلفائے راشدین، صحابہ کرام، حضرات عظام اور انسانیت پر جان نچھاور کرنے والے مجاہدوں کا [illegible] اور انسانیت کی معراج ہی ہے۔

[illegible] سے پہلے بھی اسلام نے بہت سے بحرانوں کا مقابلہ کیا ہے۔ [illegible] کر بھی [illegible] اسلام کے سب کو شکست دی ہے [illegible] سے بڑھ کر مغربی تہذیب کا ہے [illegible] اسلام نے اس کو [illegible] اور سب سے زیادہ خطرناک چیلنج اور سرکش چیلنج ہے اور مولانا [illegible] ہے [illegible] اس کا اثر [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] اسلام کو [illegible] کا ہمیشہ کی طرح [illegible] ہو کر [illegible] اور مغرب کو جو [illegible] شکست لازمی ہے اور [illegible]

[illegible] اسلام ہی ہے
جو [illegible] دشمن اسلام ہے
[illegible] اسلام ہے

چیلنج کے متعدد جواب [illegible] کی وہ صورت یہ ہے کہ [illegible] اسلام [illegible] ایک سا [illegible] ہر [illegible] مغرب کا ہر چیز کا [illegible] مغرب کا [illegible] خلاف [illegible] جانے [illegible] کے [illegible] آج [illegible] ہو سکتا

★

ٹنڈر نوٹس

مندرجہ ذیل اشیاء کی خرید کے لئے زیر دستخطی کو سر بمہر ٹنڈر مطلوب ہیں جو [illegible] ۱۲ بجے تک پہنچ جائیں۔ یہ ٹنڈر اسی روز دن کے [illegible] بجے ٹنڈر دہندگان کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔ زیر دستخطی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کوئی ٹنڈر وجہ بتائے بغیر منظور یا نامنظور کر دے۔

نمبر شمار	نام اشیاء	تعداد	نمبر شمار	نام اشیاء	تعداد
۱	[illegible]	[illegible]	۴	[illegible]	[illegible]
۲	[illegible]	[illegible]	۵	[illegible]	[illegible]
۳	[illegible]	[illegible]	۶	[illegible]	[illegible]

دستخط:۔ (عبدالحمید چوہدری) ایگریکلچرل انجینئر لائل پور

ٹنڈر نوٹس

مندرجہ ذیل اشیاء کی خرید کے لئے زیر دستخطی کو سر بمہر ٹنڈر [illegible] بجے تک درکار ہیں۔ یہ ٹنڈر اسی روز دن کے ۱۲ بجے ٹنڈر دہندگان کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔ زیر دستخطی کو یہ اختیار ہے کہ وہ کوئی ٹنڈر وجہ بتائے بغیر منظور یا نامنظور کر دے۔

نمبر شمار	تفصیل اشیاء	تعداد
۱	[illegible]	[illegible]
۲	[illegible]	[illegible]

دستخط:۔ (عبدالحمید چوہدری) ایگریکلچرل انجینئر۔ لائلپور

ٹنڈر نوٹس

زیر دستخطی کو سر بمہر ٹنڈر [illegible] بجے تک مندرجہ ذیل سپیئر پارٹس کی خرید کے لئے مطلوب ہیں۔ یہ ٹنڈر اسی روز [illegible] بجے ٹنڈر دہندگان کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔ زیر دستخطی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کوئی ٹنڈر وجہ بتائے بغیر منظور یا نامنظور کر دے۔

[illegible]

نمبر شمار	سپیئر پارٹ کا نام	پارٹ نمبر	تعداد	نمبر شمار	سپیئر پارٹ کا نام	پارٹ نمبر	تعداد
۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۳	[illegible]	—	[illegible]
۲	[illegible]	—	[illegible]	۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]

دستخط:۔ (عبدالحمید چوہدری) ایگریکلچرل انجینئر۔ لائلپور

ٹنڈر نوٹس

زیر دستخطی کو سر بمہر ٹنڈر [illegible] بجے تک مندرجہ ذیل اشیاء کی خرید کے لئے مطلوب ہیں۔ یہ ٹنڈر اسی روز ٹنڈر دہندگان کی موجودگی میں [illegible] بجے کھولے جائیں گے۔ زیر دستخطی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کوئی ٹنڈر وجہ بتائے بغیر رد یا منظور کر دے۔

نمبر شمار	کیفیت اشیاء	تعداد
۱	[illegible]	[illegible]

دستخط (عبدالحمید چوہدری) ایگریکلچرل انجینئر۔ لائلپور

روایت: حافظ محمد یعقوب ہاشمی صاحب

سکندری ہو، قلندری ہو، یہ ساری باتیں ہیں ساحرانہ

تحریر: سید بشیر حسین جعفری

پچھلے دنوں میں نے ضلع میرپور سٹی کی کوہ پیمائی کے ساتھ آزاد کشمیر کے سرسبز شاداب سبزہ زاروں پر گیا تو دوسرے پہلے آزاد کشمیر کے وادی صوبت منظر کو دوسری مرتبہ دیکھنے کا وقت بھی ہو مظفرآباد ، جو جنگ آزادی کشمیر کے دوران جب پٹھانوں کے لشکر کے ایک لشکر مظفر سے یہاں لڑ گیا ہی گیا تھا ۔۔۔ ایک بھی عمارت یہاں اپنی اصلی حالت میں نہیں رہ گئی ۔۔۔ اور ڈوگرہ فوج امیر فورسز کے جنرل نے جو ریاست کے شہر کو برباد کر دیا تھا اور جو شہر کے وسط تک بہ رہا تھا ، اسی کے دوران جب ۔۔۔ ایک دریا نیلم جو مری سے آگے بہتا ہوا ۔۔۔ تازہ بحری بوتا ہے ، اسکی نیچے بہنے ۔۔۔ کشمیری مسلمانوں کی قربانیوں کا ذکر ۔۔۔ جو دریا ۔۔۔ اور دوسرے دریا پر کشمیر کا تھا اور ۔۔۔ پاکستان کے بعد ہم نے اسے حضرت ۔۔۔ اسلام ۔۔۔ دریائے نیلم کا نام دیا ہے ۔ یہاں سے گزرتا ہے ۔۔۔ دریائے نیلم دونوں میں فاصلہ پیچیدہ ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے پانی میں کسی نے صابن سے نیل ڈال دیا گیا ہے ۔ البتہ کنارا جو میں جو پہاڑ ہے ، وہ اور قریب گزرنے والے اس کی شوخی شان " سے گزر جاتے ہیں ۔۔۔ کسی چٹان سے آپ کو اچھل دائیں بائیں درختوں ، پتھروں اور چٹانوں کا تماشا نظر آتا ہے ۔ اس کے برعکس دریائے جہلم ۔۔۔ شاید مغموم ہے ، پوشش میں کھویا ہوا ہے ۔

دریائے جہلم اور نیلم کا سنگم
یہ خواجہ خضر سے ملاقات

جب ۱۹ اگست [illegible] میں مجاہدین حریت پوشش میں آئے تھے ، اس سے ایک سال قبل اس دریا میں بھی جوش آیا تھا ۔۔۔ پورے راستے میں کوئی پل کھڑا رہ سکا تھا اور نہ کوئی بند کامیاب رہا ۔ درخت ، پتھر ، مکان سب بہتے جا رہے تھے جانوروں کے سیلاب زدگان کی لاشیں بہہ رہی تھیں اس کے بستر ، پیچیدگی کے ساتھ ہی جیسے یہاں تھا "طوفان" دیکھتے ہوئے اس میں بہہ رہے تھے ۔۔۔ شاید اس نے کشمیری مسلمانوں کو دیا " ہندو " قرار دیا تھا ، اور وہ کشمیر کی مسلمان مجاہدین حریت بہہ گئے تھے ۔ میں یہ سب جانتا تھا لیکن میں نے ایسی طغیانی پھر نہ دیکھی ، حیرت زدہ کر گئی ۔۔۔۔ یہ دونوں دریا جہاں ملتے ہیں وہاں حافظ محمد یعقوب ہاشمی صاحب سیکرٹری انجمن جہادی حریت کا کوٹھا ہے ۔ کوٹھی کیا ہے بس شکر ہے ۔ حافظ صاحب بڑے دیندار ، عالم فاضل اور درویش انسان ہیں ۔ میں نے جب موصوف کے ہاں حاضری

دی تو حضرت خضر یاد آ گئے ۔ شاید اس لئے کہ بچپن میں ہم ایسی باتیں سنا کرتے تھے ۔ بلکہ میں تو دریا کے کنارے کو ایسی حسین جگہ سمجھتا تھا کہ شاید حضرت خضر سے ملاقات ہو جائے ۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں پلندری ، عابد و زاہد شب بیدار تھا ، اور " لیلۃ القدر " کی تلاش میں رمضان شریف میں نوافل پڑھا کرتا تھا ۔ اور درختوں پر جھکا کر بیٹھ جاتا ۔ ہمارے ہاں یہ بتایا جاتا تھا کہ جب وہ " باسعادت گھڑی " آتی ہے تو درخت سجدوں میں ہوتے ہیں ۔ دنیا میں جہاں جہاں پانی بہتا ہے (خواہ سمندر ہو ، دریا ، ندی نالہ یا چشمہ) وہ وہیں جاتا ہے اور جو شخص ایسے موقع پر منہ ہاتھ دھوئے تو اس کے چہرے پر نور برستا ہے ۔ اور وہ جو کچھ کہتا

میں نے عرض کیا حضرت ! انٹرویو کے ساتھ آپ کی تصویر بھی تو ضروری ہے " فرمایا " جوش ملیح آبادی کی نظم سامنے رکھ کر کسی آرٹسٹ سے بنوا لینا ۔ "

ہے پورا ہو جاتا ہے ۔ بچپن میں مجھے ایک ایسے بزرگ کو دیکھنے کا موقع ملا تھا ۔ وہ بزرگ ماشاء اللہ اب بھی زندہ ہیں ! جن کے متعلق مشہور تھا کہ وہ ایک رات کسی کی ایک ادنیٰ سی کرامات پر گئے جیسے یہاں ہم بچ کر سکتے ہیں ۔ وہاں رات کو انہوں نے منہ ہاتھ دھویا اور اولیاء " (ولی نہیں) بن گئے ۔

ان کا نام سائیں جیالا تھا اور وہ قصبہ دیتا (ضلع پونچھ) میں مقیم تھے ۔ میں نے ۱۹۳۲ء میں پہلی بار انہیں دیکھا تھا ۔ انکے پاس دو ایک بڑے شکاری کتے تھے ۔ ایک بارہ بور کی بندوق اور ایک لمبا چمٹا ۔ جس شخص کو وہ چمٹے سے چٹکی دیتے (بعض اوقات زور سے بھی دیتے تھے) وہ فیض آپ کو خوش قسمت سمجھتا ۔ بلکہ یہاں تک کہ مورت کے شکاری کتے جس پر بھونکتے وہ بھی محسوس کرتا کہ میرا کام بن گیا ہے ۔

بہر طور میرے ذہن میں یہ باتیں محفوظ تھیں ۔۔۔۔۔۔۔ اور اس سال بچپن نے اس بزرگ کو دیکھا ۔ شاید بڑھاپے کے سبب اب چہرے پر رونق نہ تھی ، جو اکثر جوانی ہوتی ہے ۔ اگر زندگی میں آرام اور دولت میسر نہ ہو جائے تو " رونق " آ ہی جاتی ہے ۔ پریشان حال اور مفلس انسان جسے معیاری غذا نہ ملے اس کے چہرے پر " نور " کہاں سے آئے گا ، اور وہی آئے گی ۔ خضر کا نام ذہن پر آتے ہی مجھے یہ شعر یاد آ گیا ہے

کیا کیا خضر نے سکندر سے
اب کسے راہبر کرے کوئی

ہاشمی صاحب کہنے لگے کہ آپ کو یہاں خضر و سکندر کا قصہ کیوں یاد آ گیا ہے ؟ میں نے کہا آپ دیکھتے نہیں کہ ایسے ہی مقامات پر حضرت خضر سے ملاقات ہوا کرتی ہے ۔ ملاقات کے تصور سے خوش

تو ہو جاتا ہوں لیکن سکندر کا انجام بھی تو میرے پیش نظر ہے ۔ اس پر ہاشمی صاحب مسکرا دیئے اور میں نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پوچھا " ہاں تو آپ زاہد شب بیدار بھی ہیں اور صاحب دل بھی کبھی آپ نے خواجہ خضر کو یہاں دیکھا ہے ؟ اگر دیکھا ہے تو کیا بات بھی ہوئی ؟ اگر بات ہوئی تو کیا ہوئی ؟ اور اس کا حضرت نے کیا جواب دیا ؟ "

آپ نے جعفری صاحب کئی سوالات پوچھ لئے ۔ میں ان کا ترتیب وار جواب دوں تو جب ہی آپ کی تسلی ہو گی ۔ " قصہ مختصر " یہ ہاں واقعہ بھی ہوا ہے ۔ اور پر لطف انٹرویو بھی ہوا ۔ میں مدت سے خواجہ خضر کی تلاش میں تھا ۔ اس لئے نہیں کہ مجھے آب حیات کی ضرورت تھی ، میں تو قلندر کا معتقد قائل ہوں ۔ اگر لمبی عمر کے باوجود سکندر جیسا جاہل دنیا میں زندگی بسر کرے تو کیا لطف ۔ زیادہ دیر تک رہنا بڑی بات نہیں ہے ۔ بلکہ یہاں ایسے کام کرنا بڑی بات ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہیں اور جب انسان کی نظریں بند ہوں تو وہ مشعل بن جائے گے ۔

اصلی اور جعلی خضر کا معیار
دیکھو خضر کا پیمانہ اقبال کے قلم سے

چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

ہاں تو پھر یوں کہ میں ایک روز ۔۔۔ علی الصبح دریائے نیلم اور جہلم دونوں کے مشترک پانی سے وضو کرنے کے بعد نماز ادا کرنے چبوترے پر بیٹھا ہی رہا تھا کہ میری نظر ایک سامنے پڑی جس انگلی کا پسینہ لیموں کی طرح تھا واضح نہیں ہوا تھا ۔ اور وہ یہ اب جیسی شکل انسان میں بدل رہا تھا ذرا اور نزدیک ہو کر میں نے دیکھا تو مجھے حلیہ وہی نظر آیا جو جوش ملیح آبادی نے خضر کا کھینچا ہے ۔ نورانی چہرہ ، عمامہ ، جبہ ، ریش مبارک سفید ۔۔۔ میں نے دوڑ کر اس بزرگ کو پکڑنا چاہا لیکن وہ دریائے جہلم کے دو میل کے پل کی طرف رخ کر گیا ۔ اب مجھے یقین ہو رہا تھا کہ یہ بزرگ خواجہ خضر ہی ہو سکتے ہیں ۔ میں ہر قیمت پر خواجہ سے ملنا چاہتا تھا ۔ میں نے تیزی سے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا ، بلکہ اسی طرح جس طرح کہ پاک فضائیہ کے شاہینوں نے سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر بھارتی فضائیہ کے طیاروں کا راستہ روک لیا تھا ۔ اب یہ بزرگ بھاگ نہیں سکتے تھے ۔ میں نے بزرگ کے سامنے ہو کر السلام علیکم کہا اور حضرت نے وعلیکم السلام کہا لیکن چہرے پر جلال تھا ، خشمگیں آنکھیں ۔۔۔ مجھے صاف محسوس ہوا کہ حضرت کو میری گستاخی پسند نہیں آئی ۔۔۔ لیکن میں تو دل کے ہاتھوں مجبور تھا ۔ میں خواجہ کے انٹرویو کے لئے برسوں سے منتظر تھا ۔۔۔ آخر آج کیوں کر حضرت کو چھوڑ سکتا تھا ۔۔۔ حضرت نے پوچھا کیا

بات جو دیر تک چاہتے کیا پھر تا میں نے مؤدبانہ عرض کیا، حضرت آپ ہر روز میرے کسی نہ کسی دوست کو شرف ملاقات بخش کر اسے نوازتے رہتے ہیں۔ میں بھی مدت سے منتظر تھا کہ آج میری مراد پوری ہوتی نظر آتی ہے۔ مجھے بھی کچھ پیغام دیتے جائیے، میں بھی دنیا میں شہرت حاصل کر سکوں۔ میرے بھی مرید ہوں، میری بھی تصاویر اخبارات کی زینت بنیں — مجھ سے بھی لوگ حکام کو سفارشیں کرائیں۔ میں بھی کوئی ادارہ قائم کر سکوں جو ہمیشہ آپ کا نام لیوا رہے۔ آنجناب خواجہ خضر، ذرا دوستی ترور ہے تھے، ان کا غصہ فرو ہو چکا تھا۔ فرمایا "اقبال کو میں پیغام دے چکا ہوں۔ تم پڑھے لکھے ہو اور تم نے ارمغان حجاز بھی پڑھی ہوگی — پیغام وہیں سے لو — میں اس پیغام میں دانستہ ہر گز تبدیلی نہیں چاہتا — جس شخص کو میں نے پیغام دیا خاص کر مجھے اعتماد تھا — اور یہی بات تو ہے کہ اس نے میرے پیغام کو صحیح الفاظ و معانی میں بیان کر دیا ہے۔" میں نے عرض کیا حضرت!

آپ کے تازہ پیغامات مجھ میں مختلف روایت مل رہے ہیں — دیکھا آپ نہیں جانتے ہیں، "اقبال" سے وقت کے بعد آپ نے پاکستان میں کسی اور کو شرف ملاقات نہیں بخشا، کسی کو خواب میں بشارت نہیں دی۔" فرمایا "اگر کوئی ایسا کہتا ہے تو وہ میرا نام لے کر اپنی دکان چمکاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کسی جعلی خضر نے کوئی ایسا پیغام دیا ہو۔" میں نے پھر عرض کیا حضرت آپ کو "جعلی" کا کس طرح پتہ چلا — یہ مسئلہ تو ہم جھگڑوں کی ڈکشنری میں موجود ہے — آپ کی ذات گرامی تو بہت بلند ہے۔" فرمایا "تم کو جعلی نبی اور پیغمبر بنا لیتے ہو، جعلی خضر تو بات ہی کیا ہے۔ اب مجھے جانے دو، کوئی دیکھ لے گا۔ اور ہاں جاتے ہی ارمغان حجاز سے میرا پیغام دیکھ لینا۔" میں ذکر پڑھنے سے پہلے گھر واپس آیا اور ارمغان پاک کو کھولا تو لکھا تھا "سکار دیا" خضر نے مجھ سے کہا با ادا دو اعتماد سکندر ہی ہو افتندہ کی عوض سارے ہی باتیں ہیں ساحرانہ

Mr. Rev E. H. SMITH
Theological Seminary
Gujranwala
1964

عبدالرحیم اشرف ایڈیٹر پبلشر نے پاکستانی الیکٹرک پریس ریلوے روڈ لائل پور سے چھپوا کر دفتر المنبر جناح کالونی لائل پور سے شائع کیا۔